

مکاشفہ عیسیٰ مسیح — شمارہ دوم

عہد کے نام

Jeff Pippenger

2023-08-10

समाहति बाते सी-बहुत में लेखों पूर्ववर्ती में पर्यत्न के करने परसतुत बनिदु-सन्दर्भ मूलभूत कुछ में आरम्भ मैंने धन्यवाद। लिए के धैर्य आपके करूँगा। पर्यत्न का होने केन्द्रति अधिक पर वषिय वर्तमान मैं अब है। की

از همان آغاز، خدا در پی آن بوده است که فهم ما را از این که او کیست و چیست، افزایش دهد. در این کار، او از چندین شیوه بهره گرفته است تا به انسان کمک کند آنچه از او آشکار شده است را دریابد، و یکی از آن شیوه‌ها به کارگیری «نام‌ها» بوده است: هم نام‌های بسیاری که در کتاب مقدس به خدا داده شده است، و نیز نام‌هایی که به نمایندگان برگزیده او داده شده‌اند. او نمایندگان از شر و خیر برمی‌گزیند.

او همچنین از تغییرات تدبیری قوم برگزیده عهدی خویش استفاده کرده است تا فهم سرشت خود را به تدریج در بستر تاریخ آشکارتر سازد. از این رو، تاریخ‌های مربوط به تغییرات تدبیری عهد نیز به شیوه‌های گوناگون، از تعظیم حقیقت ذات و طبیعت او سخن می‌گویند.

اگر ہم مکاشفہ کے پہلے باب کو بعد کے ابواب کے لیے ایک تمہید اور ایک کلید کے طور پر اختیار کریں، تو ہم آغاز ہی کے باب میں بعض ایسی سچائیاں پاتے ہیں جو پوری کتاب کے باقی حصے پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ ان سچائیوں میں سے ایک کا تعلق اس امر سے ہے کہ یسوع مسیح کون ہیں، اور محض اس بات سے نہیں کہ وہ الفا اور اومیگا ہیں۔ اگر مکاشفہ کے پہلے باب میں کوئی سچائی پیش کی گئی ہے، تو وہ یقیناً آخری نسل کے لیے ایک آزمائشی حاضر سچائی ہے، اور آخری نسل وہی ”برگزیدہ نسل“ ہے جس کی نشان دہی پطرس نے کی ہے۔

یکی از صفات منش مسیح که در حال بررسی آن بوده‌ایم، این است که مسیح آغاز را از انجام بازمی‌شناساند. زمانی که مسیح عهد را با بسیاری برای یک هفته استوار ساخت، نمایانگر تغییری عهدی در دوره‌بندی بود؛ از اسرائیل literal به اسرائیل روحانی. تغییرات دوره‌ای‌ای که در کتب مقدس شناخته می‌شوند و همگی از افزایش معرفت درباره منش و ذات مسیح سخن می‌گویند، عبارت‌اند از: ابرام، اسحاق، یعقوب، یوسف، موسی، مسیح، ویلیام میلر، و یک صد و چهل و چهار هزار. خط دیگری از تغییرات دوره‌ای نیز وجود دارد که بر روی آن خط قرار می‌گیرد و هفت دوره از کلیسای خدا را مشخص می‌سازد که به وسیله هفت کلیسای مکاشفہ دو و سه نمایش داده شده‌اند، اما هنوز به آن‌ها نخواهیم پرداخت. با آدم و حوا نیز تغییری دوره‌ای وجود داشت که به صورت پیش از سقوط ایشان و پس از سقوط ایشان نمود یافت، و البته تغییری در دوره‌ها از پیش از طوفان تا پس از طوفان در زمان نوح نیز وجود داشت. همه این خطوط در نوری که با آن سروکار داریم سهیم‌اند، اما اکنون تمرکز ما بر قوم برگزیده است.

هنگامی که مسیح خدمت خود را در آغاز هفته عهد شروع کرد، تعمیم یافت.

اور یسوع، جب ہپتسمہ لے چکا، فوراً پانی سے اوپر آیا؛ اور دیکھو، اس پر آسمان کھل گئے، اور اُس نے خدا کے روح کو کبوتر کی مانند اترتے اور اپنے اوپر ٹھہرتے دیکھا؛ اور دیکھو، آسمان سے ایک آواز آئی جو کہتی تھی، یہ میرا پیارا بیٹا ہے، جس سے میں خوش ہوں۔ متی ۱۶: ۳، ۱۷.

در همان نخستین کلماتی که خدا، هنگامی که عیسی از آب برآمد و بدین سان هفته عہد را آغاز کرد، بیان فرمود، پدر اعلام کرد کہ عیسی پسر خداست۔ اگر «قاعدہ نخستین اشارہ» را درک کنیم، این حقیقت بس نیرومند است؛ و اگر نکنیم، چندان نہ۔

در ابتدا خدا آسمان و زمین را آفرید۔ و زمین بی شکل و خالی بود؛ و تاریکی بر روی ژرفا بود۔ و روح خدا بر روی آب‌ها در حرکت بود۔ پیدایش ۱:۱، ۲۔

همان گونه کہ در کتاب پیدایش، در آیین مسح، سه شخص الوهیت شناسانده شده‌اند۔

حقیقت این کہ عیسی پسر خدا، پسر داوود و پسر انسان بود، در طول سه سال و نیم بعد، کاتبان و فریسیان را پیوسته بہ آشوب وامی داشت۔ عیسی بہ گونه ای نبوی در هنگام تعمید خود از عیسی بہ عیسی مسیح تغییر یافت۔ هنگامی کہ عیسی تعمید یافت، «مسیح» گردید؛ واژه ای کہ بہ معنای «مسح شده» است و در زبان عبری همان واژه «ماشیح» است۔ و البتہ عبرانیان در انتظار ماشیح بودند و می دانستند کہ او پسر داوود خواهد بود۔ هنگامی کہ او برای آغاز مقدس ترین سه سال و نیم تاریخ زمین «مسح» شد، روح القدس را دید کہ نازل می شد و صدای پدر خود را شنید کہ سخن می گفت۔

یہ ایک نہایت گہری مسح کی تقریب تھی، جس میں اُس کے اور اُس کے کام کے بارے میں جو پیغام منادی کیا گیا وہ یہ تھا کہ، "وہ خدا کا بیٹا تھا۔" یہودیوں کے لیے اس سے بھی زیادہ تشویش ناک بات صرف یہ نہ تھی کہ وہ خدا کا بیٹا تھا، بلکہ یہ بھی کہ اُس نے، خدا کے بیٹے کی حیثیت سے، یہ دعویٰ کیا کہ وہ درحقیقت خدا ہے۔ یہودی ایسے دعوے کو، جیسا کہ اُن کی سمجھ میں وہ صریح کفر تھا، ہرگز برداشت نہ کر سکے! یہودیوں کا مخمصہ دراصل ابراہیم کا مخمصہ ہے—کیونکہ ابراہیم یہودیوں کا باپ تھا، عہد کا باپ بھی، اور اُس ایمان کی علامت بھی جو عہد کی شرائط پر قائم رہنے کے لیے مطلوب ہے۔

تمثیل ابراہیم از اُس ایمان کی، جو خدا کے ساتھ عہد کے رشتے میں داخل ہونے کے لیے ضروری ہے، اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ تمہارے ایمان کی آزمائش ہو۔ ابراہیم کی آزمائش—جو یہ ثابت کرتی کہ اُس کا ایمان حقیقی تھا یا محض جسارت—اس امر پر مبنی تھی کہ آیا وہ خدا کے کلام کی پیروی کرے گا یا نہیں، اگرچہ بظاہر وہ خدا کے سابقہ کلام کے منافی دکھائی دیتا ہو۔ ابراہیم جانتا تھا کہ انسانی قربانی قتل ہے اور یہ اُن بت پرست قوموں کی مشرکانہ رسوم کی نمائندگی کرتی ہے جن کے درمیان وہ اُس وقت رہ رہا تھا۔ کاتب اور فریسی اپنی ابتدائی عہدی تاریخ سے جانتے تھے کہ خدا فقط ایک ہی خدا ہے، اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ یسوع اپنے آپ کو دوسرے خدا ہونے کا دعویٰ کر رہا تھا۔ اُن کی آخری آزمائش کے ذریعے انہیں آزمایا جا رہا تھا۔

إِسْمَعِ يَا إِسْرَائِيلَ: الرَّبُّ إِلَهُنَا رَبٌّ وَاحِدٌ۔ تثنية 6:4۔

در آن بخش از تاریخ کہ موسیٰ آیہ پیشین را ثبت کرد، خدا پیش تر بہ موسیٰ گفتہ بود کہ از آن پس باید بہ نام یہوہ شناختہ شود۔ دیگر نہ فقط بہ عنوان خداوند خدای قادر مطلق، بلکہ از آن زمان بہ بعد باید بہ نام یہوہ شناختہ می شد۔ در همان روایت تاریخی کہ او در آن فہم شخصیت خویش را، چنان کہ در نام ہایش نمود یافتہ است، بیش از پیش عظمت می بخشد، ہمچنین بہ صراحت بہ اسرائیل باستان اعلام می کند کہ خدا، خدای واحد است۔ یہودیان روزگار مسیح از این امر چہ می بایست دریابند؟

بعدها در جریان خدمت او، هنگامی کہ این خدمت بہ اوج خود در ورود ظفرمندانہ بہ اورشلیم رسید، یہودیان بار دیگر سخت مبہوت شدند کہ عیسی بہ کودکان اجازہ می دہد ستایش او را بسرایند۔

و آن جماعت هایی کہ پیشاپیش می رفتند و آنان کہ از پی می آمدند، فریادکنان می گفتند: «ہوشیعانا بر پسر داود! مبارک است آن کہ بہ نام خداوند می آید؛ ہوشیعانا در اعلیٰ علین۔» متی

بخش سرودی کہ فریسیان را بہ شدت خشمگین ساخت، آن بخشی بود کہ عیسی را «پسر داوود» معرفی می کرد و نیز تصریح می نمود کہ «پسر داوود» نام خداوند است۔ در آغاز خدمت او، در ورود ظفرمندانہ، و البتہ بر صلیب، این جدال با ہیاہو و اعتراض بر سر نام عیسی ہمراہ است۔

پس سرداران کاهنان یہود بہ پیلاتس گفتند: «منویس: پادشاہ یہود؛ بلکہ بنویس کہ او گفت: من پادشاہ یہود ہستم.» یوحنا ۱۹:۲۱۔

البتہ، از جہتی برای پیلاتس اساساً درست می بود کہ نوشتہ را چنین تغییر دہد: «من ہستم، پادشاہ یہود»، زیرا «من ہستم» نامی بود کہ عیسی بارہا دربارہ خود اظہار فرمود۔ البتہ بہ کار بردن چنین منطق معیوبی برای تغییر کلام خدا، بہ ویژہ آنگاہ کہ سخن از روایت صلیب است، کاری است کہ انسان ہا ہرگز انجام نمی دہند، مگر نہ؟ عیسی «پادشاہ یہود» بود، اما او ہمچنین «من ہستم» نیز بود؛ از این رو، عبارت «من ہستم، پادشاہ یہود» از جہتی درست است، اما مقصود این نیست۔

از آغاز، در سراسر میانہ، و تا پایان آن سہ سال و نیم، نام او منشأ آشوب و تلاطم بود۔ دربارہ سلسلہ نام ہای عہد، نکات بسیاری ہست کہ باید فہمیدہ شود؛ اما در اینجا مقصودم آن است کہ نشان دہم در پایان اسرائیل باستان، در کلیسای یہود، لرزشی پدید آمد کہ با نام مسیح ارتباط داشت۔ او بہ عنوان پسر داود، شایستگی ہا و مستندات لازم برای مسیحی بودن را دارا بود؛ و بہ عنوان پسر خدا (بہ این معنا کہ خود نیز خدا بود) و نیز پسر انسان، عیسی آزمونی عظیم برای قوم برگزیدہ پیش نہاد۔ چگونہ ممکن بود این مرد ادعا کند کہ خداست و در عین حال پسر خدا نیز ہست، حال آنکہ موسی در آغاز تاریخ عہد ایشان، با دقت تصریح کردہ بود کہ خدا، خدای واحد است؟

با این حال، ہدف از راہ رفتن مسیح در میان انسان ہا ہمین بود۔ خدا در او بود و انسان ہا را با خود مصالحہ می داد، و این را از آن راہ بہ انجام می رساند کہ بہ انسان ہا اجازہ می داد عیسی را ببینند؛ همان کہ آشکارا و بی پردہ تعلیم داد کہ اگر او را دیدہ اید، پدر را نیز دیدہ اید۔ این تاریخ نشان دہندہ پایان اسرائیل تحت اللفظی بہ عنوان قوم برگزیدہ خداست، و در آغاز، جدالی برجستہ دربارہ این کہ خدا کیست و چیست وجود داشت۔

اور فرعون نے کہا، خداوند کون ہے کہ میں اُس کی آواز مانوں اور اسرائیل کو جانے دوں؟ میں خداوند کو نہیں جانتا، اور نہ ہی میں اسرائیل کو جانے دوں گا۔ خروج 5:2۔

فرعون نہ تنہا نماد سرکشی الحادی در برابر معرفت خدا را بیان می کند، بلکہ فہم مصریان دربارہ خدای ابراہیم را نیز باز می نمایاند۔ و خداوند بارہا گفتہ است کہ اعمال شگفت انگیز او در مصر برای آن بود کہ آدمیان بدانند او کیست۔ تاریخ آغاز اسرائیل حقیقی بہ عنوان قوم برگزیدہ خدا، نمونہ پایان را پیش نمایی می کند۔

در ہر دو تاریخ، نوعی فقدان فہم دربارہ اینکہ خدا کیست و چیست وجود دارد کہ با نام ہای گوناگون او مرتبط است؛ اما آنچه برای ملاحظہ ما مہم تر است این است کہ تاریخ مسیح در پایان اسرائیل بہ عنوان قوم برگزیدہ، نشان می دہد کہ یکی از علل اصلی لغزش یہودیہاں در پذیرفتن مسیحی خویشتن این بود کہ می دانستند کلام خدا در آغاز تاریخ عہد ایشان تصریح کردہ بود کہ او خدای واحد است۔ چہ معضلی!

اور اس کے بعد وہ اس سے بالکل کوئی سوال کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔ اور اُس نے اُن سے کہا، وہ کیسے کہتے ہیں کہ مسیح داؤد کا بیٹا ہے؟ حالانکہ داؤد خود زبور کی کتاب میں کہتا ہے، خداوند نے میرے خداوند سے کہا، تو میری دہنی طرف بیٹھ، جب تک میں تیرے دشمنوں کو تیرے پاؤں کی

چوکی نہ بنا دوں۔ پس داؤد اُسے خداوند کہتا ہے، تو پھر وہ اُس کا بیٹا کیسے ہوا؟ لوقا 20:40-44۔

این آخرین دورہ پرسش و پاسخ برای یهودیان است، زیرا پس از آن گفت وگو، «دیگر هیچ کس جرأت نکرد هیچ سؤالی از او بپرسد.» او به تازگی به آخرین پرسش خدمت خود برای خاندان گمشده پاسخ داده بود (و در روایت نبوی همواره خاندان گمشده ای وجود دارد)، و سپس موضوع نام خود را به عنوان «پسر داوود»، و بنابراین به عنوان مسیح، مطرح می کند. در سراسر آن سه سال و نیم، این مجادله نام های گوناگون او را در بر می گیرد، نام هایی که نمایانگر شخصیت و ماهیت او هستند. نام او در آغاز، در تعمیدش، مطرح می شود، و سپس در آخرین مواجهه اش با خاندان گمشده در ورود ظفرمندان و بر صلیب، و نیز در بخش های دیگر اناجیل، مورد خطاب قرار می گیرد.

فریسیان، در حالی که او به پرسش کاتب پاسخ می داد، گرد عیسی نزدیک جمع شده بودند. اکنون او روی به ایشان کرده، سؤالی از آنان پرسید: «درباره مسیح چه می اندیشید؟ او پسر کیست؟» این پرسش برای آن بود که ایمان ایشان را درباره مسیح موعود بیازماید—تا آشکار سازد که آیا او را صرفاً انسانی می دانند یا پسر خدا. هم آوایی از صداها پاسخ داد: «پسر داوود.» این همان لقبی بود که نبوت به مسیح داده بود. هنگامی که عیسی الوهیت خویش را به وسیله معجزات عظیم خود آشکار ساخت، آنگاه که بیماران را شفا داد و مردگان را زنده کرد، مردم در میان خود می پرسیدند: «آیا این، پسر داوود نیست؟» آن زن فینیقی سوری، بارتیمائوس نابینا، و بسیاری دیگر برای یاری نزد او فریاد برآوردند: «ای خداوند، ای پسر داوود، بر من رحم کن.» متی 15:22. هنگامی که او سوار بر مرکب به اورشلیم وارد می شد، با این فریاد شادمانه به او خوشامد گفته شد: «هوشیاعنا بر پسر داوود؛ مبارک است آن که به نام خداوند می آید.» متی 21:9. و کودکان خردسال در هیکل نیز در آن روز آن ستایش شادی بخش را بازتاب دادند. اما بسیاری از کسانی که عیسی را پسر داوود می خواندند، الوهیت او را تشخیص ندادند. آنان در نمی یافتند که پسر داوود، همان پسر خدا نیز هست.

«در پاسخ به این گفته که مسیح پسر داوود بود، عیسی فرمود: "پس داوود چگونه در روح [روح الهام از جانب خدا] او را خداوند می خواند و می گوید: خداوند به خداوند من گفت، به دست راست من بنشین، تا دشمنان را پای انداز تو سازم؟ پس اگر داوود او را خداوند می خواند، چگونه پسر اوست؟ و هیچ کس نتوانست او را پاسخی دهد، و از آن روز به بعد نیز هیچ کس جرأت نکرد دیگر از او سؤالی بپرسد."» آرزوی اعصار، 609.

مسیح کے طور پر اُس کا مسح ہونا اور اُن لوگوں کے ساتھ اُس کی آخری گفتگو جنہیں بچانے کے لیے وہ آیا تھا، اُس کی الوہیت، اُس کے ناموں کی علامتی معنویت، اور یقیناً قانونِ اولین ذکر کے بارے میں تھی۔ یسوع یہودیوں کے لیے اپنے براہِ راست کام کا اختتام یوں کرتا ہے کہ وہ لفظی داؤد کی تاریخ کو روحانی داؤد کے بارے میں تعلیم دینے کے لیے استعمال کرتا ہے۔ داؤد کیوں یہ بیان کرے کہ کب خداوند خداوند سے کہتا ہے کہ وہ اُس کے ساتھ تخت پر بیٹھے؟ اس لیے کہ آغاز میں بادشاہ داؤد، انجام میں روحانی بادشاہ داؤد کی نمائندگی کرتا ہے۔ گم گشتہ گھرانے کے لیے یسوع کے آخری بیان کو درست طور پر سمجھنے کا واحد طریقہ یہ تھا کہ انسان قانونِ اولین ذکر کو برتنے کے قابل ہو، اور اگر آپ اس قانون کو نہیں جانتے تو یہ ممکن نہیں۔

بیان نہایی او خطاب به خانه گمشده، برای آن که فهمیده شود، مستلزم درکی از قاعده «نخستین ذکر» بود. عیسی برای عرضه حقیقت به خانه گمشده در آخرین بیان خود، از داود و پسر داود بهره گرفت. زیرا آنان، به هر حال، خانه داود بودند. از این رو عیسی پدر را (داود) گرفت و آن را به پسر (پسر داود) بازگردانید؛ و نیز پسر را (از داود) گرفت و او را به پدرش (داود) بازگردانید. او پدر را به سوی فرزند بازگردانید، چنان که نبوت شده پیام ایلیا در «ایام آخر» چنین خواهد کرد. این، پیام نهایی او به اسرائیل باستانی لفظی بود، و پیامی ایلیایی بود، زیرا بر قاعده نخستین ذکر مبتنی بود. بنابراین، قاعده

نخستین ذکر، پیام عیسی را نیز به عنوان پیامی ایلایی که بر خود این قاعده استوار است، تأیید می‌کند. قاعدهٔ نخستین ذکر اقتضا می‌کند که اگر پیام ایلایی یحیی تعمیددهنده، نخستین پیام هشدار نهایی به خانهٔ گمشدهٔ اسرائیل بود، پس پیام نهایی‌ای که به ایشان داده می‌شد نیز می‌بایست همان پیام ایلایی باشد. و چنین نیز بود...

با این همه، اکنون می‌خواهم از مجموع این مطالب نکته‌ای استخراج کنم که بر قاعدهٔ نخستین ذکر—الف و یاء—مبتنی است. در آغاز اسرائیل باستان، مناقشه‌ای دربارهٔ فهم این که خدا کیست و چیست وجود داشت که همان مناقشه را در پایان اسرائیل باستان به گونه‌ای نمادین پیشاپیش مجسم می‌ساخت. در پایان اسرائیل باستان، کار مسیح شامل تعلیم دادن به خاندان گمشدهٔ اسرائیل بود که خدا کیست و چیست. در تاریخ پایان، مقاومتی در برابر مسیح وجود داشت که بر حقیقتی اصیل مبتنی بود که در آغاز برقرار شده بود. اسرائیل روحانی جدید نیز در تاریخ خود همان ویژگی‌های نبوی را دارا خواهد بود.

در آغاز ادونتیسزم، مورخان به ما اطلاع می‌دهند که میلری‌ها عمدتاً از دو فرقهٔ مسیحی تشکیل شده بودند: متدیست‌ها و «کریستین کانکشن». اعتقادات اصلی متدیسم بر زیستن شیوهٔ درست زندگی مسیحی مبتنی بود. آنان «روش» را داشتند. اعتقاد اصلی «کریستین کانکشن» را می‌توان به طور خلاصه مخالفت با آموزه کاتولیکی تثلیث دانست.

تا آنجا که پژوهش من پیش رفته است، تقریباً همهٔ رهبران میلریتیان به آن آموزهٔ «Connection Connection» پایبند بودند. شاخه‌های بسیاری از «Adventist Reform Movement (SDARM)» هنوز هم به برداشت اصیل میلریتی از «ضد تثلیث‌گرایی» تمسک می‌جویند و آن را ترویج می‌کنند. معضلی برای کسانی که فهم پیشگامان را حفظ می‌کنند—و نیز سرچشمهٔ کنونی جدال—این بوده است و همواره خواهد بود که چگونه به آیات و عبارات متعدد و گوناگونی پاسخ دهند که در آنها خواهر وایت مستقیماً با موضع اعتقادی‌ای که ایشان بدان پایبندند و آن را ترویج می‌کنند، مخالفت می‌ورزد؟

«به من دستور داده شده است که بگویم، احساسات و دیدگاه‌های کسانی که در جست‌وجوی اندیشه‌های پیشرفته علمی هستند، قابل اعتماد نیست. چنین بازنمایی‌هایی از این قبیل ارائه می‌شود: "پدر همچون نوری نامرئی است؛ پسر همچون نوری متجسد است؛ روح نوری است که به همه سو افشانده شده است." "پدر مانند شبی است، بخاری نامرئی؛ پسر مانند شبی است که در صورتی زیبا گرد آمده است؛ روح مانند شبی است که بر جایگاه حیات فرو افتاده است." بازنمایی دیگری چنین است: "پدر مانند بخاری نامرئی است؛ پسر مانند ابر سربی‌رنگ است؛ روح بارانی است که فرو می‌ریزد و با قدرتی طراوت بخش عمل می‌کند."»

"تمام این بازنمایی‌های روح‌گرایانه صرفاً هیچ و پوچ‌اند. آنها ناقص و نادرست‌اند. آنها آن جلال را که هیچ همانند زمینی را نمی‌توان با آن سنجید، تضعیف و تقلیل می‌دهند. خدا را نمی‌توان با چیزهایی که دستان او ساخته‌اند مقایسه کرد. اینها صرفاً امور زمینی‌اند که به سبب گناهان انسان زیر لعنت خدا رنج می‌برند. پدر را نمی‌توان با چیزهای زمین توصیف کرد. پدر تمامی پری الوهیت را به صورت جسمانی داراست و از دید فانی ناپیداست."

"پسر، تمامی پری الوهیت آشکار شده است. کلام خدا او را «صورت عین جوهر او» اعلام می‌کند. «زیرا خدا جهان را این قدر محبت نمود که پسر یگانه خود را داد تا هر که به او ایمان آورد هلاک نگردد، بلکه حیات جاودانی یابد.» در اینجا شخصیت پدر آشکار گردانیده شده است."

مسیح نے وعدہ کیا تھا کہ آسمان پر صعود فرمانے کے بعد جس تسلی دینے والے کو بھیجے گا، وہ روح ہے جو الوہیت کی تمام معموری میں ہے، اور اُن سب پر جو مسیح کو اپنے شخصی نجات دہندہ کے

طور پر قبول کرتے اور اُس پر ایمان لاتے ہیں، الہی فضل کی قدرت کو ظاہر کرتا ہے۔ آسمانی ثلاثی کے تین زندہ اشخاص ہیں؛ ان تین عظیم قدرتوں—باپ، بیٹے، اور روح القدس—کے نام میں وہ لوگ جو زندہ ایمان کے وسیلہ سے مسیح کو قبول کرتے ہیں بپتسمہ پاتے ہیں، اور یہ قدرتیں آسمان کے فرمانبردار تابعین کے ساتھ، مسیح میں نئی زندگی بسر کرنے کی اُن کی کوششوں میں، تعاون کریں گی۔ خاص شہادتیں، سلسلہ ب، نمبر 7، 62، 63۔

یہ عبارت اُن لوگوں کے ”تصورات“ کی نشان دہی کرتی ہے جو باپ، بیٹے اور روح کو ”زمین کی چیزوں“ کے ساتھ متعین کر رہے تھے۔ پھر وہ کہتی ہے، ”باپ کو زمین کی چیزوں کے ذریعے بیان نہیں کیا جا سکتا۔“ اُن دو نکات پر غور کیجیے جو وہ بیان کرتی ہے، اگرچہ ان میں سے ایک بظاہر تضاد معلوم ہو سکتا ہے۔ وہ الوہیت کی ایک جھوٹی توصیف کی نشان دہی کر رہی ہے جو، اگر یوں کہا جائے، تین خداؤں کو متعین کرتی ہے۔ یہ الوہیت کی ایک جھوٹی توصیف ہے، لیکن وہ اس حقیقت پر کوئی تبصرہ نہیں کرتی کہ الوہیت کی یہ جھوٹی تعریف اس وجہ سے بھی غلط ہے کہ اس میں الوہیت کے اندر خداؤں کی تعداد بھی غلط بیان کی گئی ہے۔

یہ بھی غور کریں کہ وہ کہتی ہے کہ زمین کی چیزیں باپ کو بیان کرنے کے لیے استعمال نہیں کی جا سکتیں۔ اسی بیان میں وہ خود زمین کی چیزیں استعمال کر رہی ہے۔ انسان ہی ہیں جن کے ہاں اولاد ہوتی ہے، مائیں ہوتی ہیں، باپ ہوتے ہیں، خالائیں اور پھوپھیاں، اور چچا اور تایا، اور کزن ہوتے ہیں۔ اور یسوع ہمیں بتاتا ہے کہ آسمان میں، نئی بنائی گئی زمین پر، نہ پھر بیاہ ہوگا نہ نکاح، کیونکہ ہم فرشتوں کی مانند ہوں گے۔ نہ کوئی نر فرشتے ہیں نہ مادہ فرشتے۔ وہ اصطلاحات جو انسان ایک دوسرے کے ساتھ اپنے تعلقات کی تعریف کے لیے استعمال کرتے ہیں، خدا نے اپنی ذات اور اپنے کردار کے بارے میں ہمیں تعلیم دینے کے لیے اختیار فرمائی ہیں؛ لیکن یہاں تک کہ ”زمین کی چیزیں“ بھی، جنہیں الہامی ہدایت نے انسانوں کو خدا کے کردار اور فطرت کی تعلیم دینے کے لیے استعمال کیا ہے، ناقص ہیں۔

بہ ما آگاہانیدہ شدہ است کہ: «سہ شخص زندہ در سہ گانۂ آسمانی وجود دارند» ... «پدر، پسر، و روح القدس.» الصاق احساسات روح باورائۂ زمینی بہ این سہ شخص مکروہ است، اما الصاق «نام این سہ قدرت عظیم» بہ تعریف کتاب مقدسی الوہیت مکروہ نیست۔

این نبیہ می گوید «نام» آن سہ قدرت عظیم کہ الوہیت را تشکیل می دهند، پدر، پسر و روح القدس است۔ همانند ہر حقیقت کتاب مقدسی، ہنگامی کہ سطر بر سطر در کنار ہم نہادہ شود، شہادت کامل باید مشتمل بر ہر نشانہ ای باشد کہ مکشوف گردیدہ است۔ شہادت های انبیا باید با یکدیگر جمع شود۔ دانیال نام پلمونی را بہ مسیح می دہد (در میان نام های دیگر، اما این فقط یک مثال است)۔ یوحنا او را آلفا و امگا می خواند و موسی او را یہوہ می نامد۔ بنا بر گفتہ الن وایت، نام او پدر، پسر و روح القدس است۔

”شیطان... پیوستہ امر جَعَلی را پیش می نہد تا از حقیقت منحرف سازد۔ آخرین فریب شیطان این خواہد بود کہ شہادت روح خدا را بی اثر گرداند۔ «جایی کہ رؤیا نیست، قوم ہلاک می شوند» (امثال 29:18)۔ شیطان بہ گونه ای ماهرانہ، بہ طرق گوناگون و از طریق عوامل مختلف، عمل خواہد کرد تا اعتماد قوم باقی ماندہ خدا را بہ شہادت راستین متزلزل سازد۔“

»گواہی ها مورد نفرتی قرار خواهند گرفت کہ ماہیتی شیطانی دارد۔ عملکردهای شیطان بر آن خواہد بود کہ ایمان کلیساها را بہ آن ها متزلزل سازد، و دلیل این امر چنین است: اگر ہشدارها و توبیخ ها و مشورت های روح خدا مورد توجہ قرار گیرد، شیطان نمی تواند با چنین راہی ہموار فریب های خود را وارد سازد و جان ها را در گمراہی های خویش بہ بند کشد۔« Selected

نکته‌ای کوتاه در حاشیه این passage. یوحنا به‌خاطر کلام خدا و شهادت عیسی به پطمس تبعید شده است. برای پیام فرشته سوم دو گروه مخاطب وجود دارد: آنان که بیرون از ادونتیسیم هستند و آنان که درون ادونتیسیم هستند. یوحنا نمایانگر یک ادونتیسیت است که نه تنها به سبب اطاعتش از کتاب مقدس از سوی جهان مورد آزار قرار می‌گیرد، بلکه به سبب اطاعتش از نوشته‌های روح نبوت نیز مورد آزار واقع می‌شود. آزاری که متوجه روح نبوت می‌گردد، از درون برمی‌خیزد، نه از بیرون.

در آغاز تاریخ اسرائیل باستان، پس از چهارصد سال اقامت در مصر، آنان که می‌بایست قوم برگزیده عهد باشند، دیگر سبت را نگاه نمی‌داشتند. ایشان نه خصلت مسیح را می‌شناختند و نه ماهیت او را. آنان به برداشت‌های نادرستی درباره خدا پایبند بودند؛ برداشت‌هایی که در دوران اسارت در خود پرورانده بودند. ده بلا؛ رهایی از دریای سرخ؛ من آسمانی، قدس و تمامی اسباب آن؛ آیین‌های مقدس؛ صحن، مکان مقدس و قدس‌الاقداس؛ شریعت خدا؛ آن صخره‌ای که در پی ایشان می‌آمد؛ آبی که از آن صخره‌ای که در پی ایشان می‌آمد جاری شد؛ و حتی مار بر افراشته بر چوب، همه و همه برای آن منظور شده بودند که معرفت خدا را در قوم برگزیده او افزایش دهند. این تعلیم، تعلیمی تدریجی بود. آن تعلیم تدریجی ادامه یافت تا آن‌گاه که کاتبان «دیگر جرأت نکردند از او سؤال بکنند»، و سپس او آخرین موضوعی را که آنان می‌توانستند در گفت‌وگویی علنی با وی مطرح کنند تعیین کرد، و آن موضوع به نام داود و به این‌که مسیح کیست و چیست مربوط می‌شد.

در آغاز اسرائیل روحانی مدرن، پس از ۱۲۶۰ سال در بابل روحانی، کسانی که می‌بایست قوم برگزیده عهد باشند، دیگر سبت را نگاه نمی‌داشتند. آنان شخصیت یا ذات مسیح را نمی‌شناختند. ایشان به بدفهمی‌هایی درباره خدا پایبند بودند که در دوران اسارت در آنان القا شده بود. تاریخ ادونتیسیم، با همه نشانه‌های راه، ارتدادها، مصالحه‌ها و کشمکش‌های درونی آن، در دهه ۱۸۸۰ به نقطه‌ای رسید که کتاب آرزوی اعصار منتشر شد. در آن کتاب، در صفحه ۶۷۱، برداشتی از الوهیت جاودانه شده است که بسیار فراتر از فهمی است که از قرن هجدهم به‌جا مانده بود.

اسرائیل قدیم در پایان تاریخ خود دچار مجادله‌ای شد که از فهمی محدود نسبت به الوهیت پدید آمده بود؛ فهمی که بر برداشتی از تاریخ آغازین ایشان استوار بود. شهادت عیسی می‌گوید که خواه پدر، خواه پسر، یا روح‌القدس، همگی «تمامی پری الوهیت به صورت جسمانی» هستند (کولسیان ۲:۹). شهادت کتاب مقدس می‌گوید: «بشنو، ای اسرائیل: یهوه، خدای ما، یهوه واحد است» (تثنیه ۶:۴).

اسرائیل معاصر درباره ذات الوهیت به دیدگاه‌های گوناگونی پایبند است، و تنها یکی از آن‌ها درست است. در پایان اسرائیل معاصر، خدا کار مکشوف ساختن شخصیت خویش را به انجام خواهد رساند، آن هم از این حیث که این کار را در حالی به اتمام می‌رساند که زمان آزمون فیض هنوز باقی است. او همین کار را برای یهودیان انجام داد، و هرگز تغییر نمی‌کند. بی‌گمان، ما در سراسر ابدیت در فهم خود از ماهیت و شخصیت خدا همچنان رشد خواهیم کرد؛ اما خطی نبوی و هدفمند از حقیقت وجود داشته است که کوشش‌های خدا را برای تعلیم دادن قوم خویش درباره خودش نشان می‌دهد، و آن تاریخ بخشی از همان آموزشی است که او اکنون در پی تعلیم آن است، و اطلاعاتی که در کلام نبوی درباره آن فرایند آموزشی یافت می‌شود، پایانی برای این بحث را مشخص می‌سازد که متناظر با بسته شدن زمان آزمون فیض است.

«مسیح پسر ازلی و قائم به ذات خداست.... مسیح، هنگامی که از پیش وجود خویش سخن می‌گوید، ذهن را به اعصار بی‌آغاز گذشته باز می‌گرداند. او ما را یقین می‌بخشد که هرگز زمانی نبوده است که او در مشارکت نزدیک با خدای جاودان نبوده باشد. آن‌که یهودیان در آن هنگام به آواز او گوش می‌سپردند، با خدا بوده است، همچون کسی که نزد او پرورش یافته باشد.» Signs of the Times، 29 اوت 1900.

«او با خدا برابر بود، نامتناهی و قادر مطلق... او پسر ازل و قائم به ذات است.»

«در حالی که کلام خدا از انسانیت مسیح در هنگامی که بر این زمین بود سخن می گوید، همچنین به روشنی درباره ازل بودن پیشین او نیز سخن می گوید. کلمه به عنوان وجودی الهی، یعنی همچون پسر ازل خدا، در اتحاد و یگانگی با پدر خویش وجود داشت. او از ازل، واسطه عهد بود؛ همان کسی که همه امت های زمین، خواه یهود و خواه غیر یهود، اگر او را می پذیرفتند، می بایست در او برکت می یافتند. «کلمه نزد خدا بود، و کلمه خدا بود.» پیش از آن که انسان ها یا فرشتگان آفریده شوند، کلمه نزد خدا بود، و خدا بود.» Review and Herald, April 5, 1906.

در این بخش، او از همان نخستین سخنان یوحنا نقل قول می کند.

در ابتدا کلام بود، و کلام نزد خدا بود، و کلام خدا بود. همان در ابتدا نزد خدا بود. همه چیز به واسطه او آفریده شد؛ و بدون او چیزی از آنچه آفریده شد، آفریده نگردید. یوحنا ۱:۱-۳.

در ابتدا دست کم دو خدا وجود داشت، زیرا یوحنا به تازگی گفت: «کلمه خدا بود و با خدا بود.» در آیه نخست پیدایش، واژه عبری «الوهیم» به «خدا» ترجمه شده است. در کلام خدا، «الوهیم» غالباً در ساختاری دستوری به کار می رود تا بر خدایی مفرد دلالت کند، اما با این همه، واژه ای جمع است. یوحنا با گواهی دوم خود در این موضوع، احتمال مفرد بودن «الوهیم» را در آن آیه از میان برمی دارد. شهادت او وجود دست کم دو خدا را ثابت می کند.

آنانی که ضد تثلیث اند و ادعا می کنند روح نبوت را پاس می دارند، با نکته ای حتی نگران کننده تر روبه رو هستند: در ابتدا «روح خدا بر روی آب ها در حرکت بود.» آیا آن «روحی» که بر روی آب ها در حرکت بود، پدر بود یا پسر، یا آن گونه که خواهر وایت از او سخن می گوید، شخص سوم سه گانه آسمانی بود؟ سه آیه نخست یوحنا در انجیل او با این سخنان دنبال می شود.

در او حیات بود؛ و حیات نور انسان ها بود. و نور در تاریکی می تابید؛ و تاریکی آن را در نیافت. یوحنا ۱:۴، ۵

اشاره به نور و تاریکی کاملاً با آغاز کتاب پیدایش که می گوید، هماهنگ است.

او خدا فرمود: «روشنایی بشود»، و روشنایی شد. و خدا روشنایی را دید که نیکوست؛ و خدا روشنایی را از تاریکی جدا ساخت. پیدایش ۱:۳، ۴.

هم عنقریب نور سے متعلق ان دو متوازی اقتباسات کی طرف واپس آئیں گے، جو الوہیت کے تعارف کے بعد آنے والی تخلیق کی سرگزشت میں موضوع بحث ہیں۔ ابتدا میں جس پہلی حقیقت پر گفتگو کی گئی ہے، وہ الوہیت کی ساخت یا اس کی ماہیت ہے۔ لیکن یہ اقتباس باب دو آیت تین تک ختم نہیں ہوتا، جہاں ہم پاتے ہیں کہ تخلیق کے اختتام پر آنے والے آخری تین الفاظ ان تین عبرانی حروف سے شروع ہوتے ہیں جو مل کر اس لفظ کو تشکیل دیتے ہیں جس کا ترجمہ "سچائی" کیا گیا ہے۔

ابتدای شرح آفرینش، الوہیت را معرفی می کند؛ سپس قدرت آفریننده کلام او را بیان می دارد؛ و آنگاه این بخش را با امضایی الهی به پایان می رساند که نمایانگر حقیقت، پیام فرشته سوم، و نام خداست، چنان که به وسیله آلفا و امگا نمایش داده شده است.

Y en el día séptimo acabó Dios la obra que había hecho; y reposó el día séptimo de toda la obra que había hecho. Y bendijo Dios al día séptimo, y lo santificó, porque en él había reposado de toda la obra que Dios creó e hizo. Génesis 2:2, 3

اختتام نخستین حقایقی که در کلام خدا تعلیم داده شده‌اند، اوج این بخش است. این بخش با سه واژه «خدا»، «آفرید» و «ساخت» پایان می‌یابد، و بدین‌سان بر آغاز این بخش تأکید می‌ورزد، و به همان اندازه مهم، بر سبت روز هفتم نیز تأکید می‌نماید. سبت، البته، نماد آفرینش و نشانه میان خدا و قوم برگزیده اوست. «حقیقت» در سه حرفی نمایان شده است که هر یک از آن سه واژه پایانی آفرینش با آنها آغاز می‌شوند. این شهادت بر این تأکید دارد که حقیقت سبت تا چه اندازه دارای اهمیت و ارزش است، اما به همان‌سان ژرف این است که آن سه حرف همچنین نمایانگر سه گام پیام‌های فرشته اول، دوم و سوم نیز هستند. از این‌رو، در همان نخستین بخش کتاب مقدس، سبت به‌عنوان نشان قدرت خلاقه خدا، همچنین به‌عنوان موضوع آزمون در پایان زمان معرفی می‌شود. آخرین کتاب کتاب مقدس، برای همراهی با شهادت یوحنا در انجیل او، شاهد سومی نیز فراهم می‌آورد.

یوحنا، به هفت کلیسایی که در آسیا هستند: فیض و سلامتی بر شما باد، از جانب او که هست و که بود و که می‌آید؛ و از جانب آن هفت روح که پیش تخت اویند؛ و از جانب عیسی مسیح که شاهد امین و نخست‌زاده مردگان و رئیس پادشاهان زمین است. او که ما را محبت نمود و ما را از گناهانمان به خون خود شست، و ما را نزد خدا و پدر خود پادشاهان و کاهنان گردانید؛ او را جلال و سلطنت باد تا ابدالآباد. آمین. اینک، با ابرها می‌آید؛ و هر چشمی او را خواهد دید، و آنان نیز که او را نیزه زدند؛ و تمامی طوایف زمین به سبب او ماتم خواهند کرد. همچنین، آمین. منم الف و یا، ابتدا و انتها، خداوند می‌گوید، آن که هست و که بود و که می‌آید، قادر مطلق.

من، یوحنا، که برادر شما و شریک در مصیبت و در پادشاهی و صبر عیسی مسیح نیز هستم، به سبب کلام خدا و به سبب شهادت عیسی مسیح، در جزیره‌ای بودم که پطمس نامیده می‌شود. در روز خداوند در روح بودم، و از پشت سر خود آوازی عظیم، چون صدای کرنا، شنیدم که می‌گفت: «من الف و امگا، اول و آخر هستم»؛ و «آنچه می‌بینی، در کتابی بنویس و آن را به هفت کلیسایی که در آسیا هستند بفرست: به افسس، و به اسمیرنا، و به پرغامس، و به طیاتیرا، و به ساردس، و به فیلادلفیه، و به لائودیکه». مکاشفه ۱:۴-۱۱.

سه آیه نخست باب اول مکاشفه، پیام هشدار نهایی را مشخص می‌سازد و نیز بیان می‌کند که آن پیام چگونه از جانب خدا به بشر رسانده می‌شود. همچنین تصریح می‌کند که این، مکاشفه عیسی مسیح است؛ و بدین‌سان تمایزی میان کتاب مکاشفه و کتاب دانیال برقرار می‌سازد. یکی نبوت است و دیگری مکاشفه.

«در مکاشفه، همه کتاب‌های کتاب مقدس به هم می‌رسند و پایان می‌یابند. در اینجا متمم کتاب دانیال است. یکی نبوت است؛ دیگری مکاشفه. کتابی که مهر شده بود، مکاشفه نیست، بلکه آن بخش از نبوت دانیال است که به ایام آخر مربوط می‌شود. فرشته فرمان داد: "اما تو، ای دانیال، کلام را مخفی دار و کتاب را تا زمان آخر مهر کن." دانیال ۱۲:۴. اعمال رسولان، ۵۸۵.

در کتاب مکاشفه، رشته‌های نبوتی‌ای وجود دارد که باید شناخته شوند و خط بر خط در کنار هم نهاده شوند. همه آن خطوط نبوتی در کتاب مکاشفه به پایان می‌رسند؛ اما آن کتابی که مهر شده بود، کتاب مکاشفه نبود، و نیز تنها کتاب دانیال نبود که مهر شده بود، بلکه آنچه در کتاب دانیال مهر شده بود، «آن بخش از نبوت دانیال مربوط به ایام آخر» بود.

«روزهای آخر» را می‌توان به معنایی عام فهمید، اما فهمیدن آن‌ها به‌عنوان سخنان الهام‌شده، (که هستند) ایجاب می‌کند که همچنین بررسی کنیم آیا تعبیر «روزهای آخر» دارای نمادپردازی نبوی و وابسته به خود هست یا نه. «روزهای آخر» دوره‌ای مشخص در تاریخ نبوی است که خطوط تأیید بسیاری برای آن وجود دارد. امیدوارم در آینده‌ای نزدیک آن تاریخ را ترسیم کنم. این دوره، به‌طور خاص، تاریخ ۱۷۹۸ تا بسته‌شدن در فیض است. یکی از راه‌های تشخیص این امر آن است که در خدمت

معبد تحت اللفظی، یک روز از سال وجود داشت کہ نمایانگر داوری بود، و آن روز کفارہ بود۔ آن آیین تحت اللفظی، نمونہ ای از آن چیزی بود کہ خواہر وایت آن را روز کفارہ ضد نمونہ ای می نامد۔ روز کفارہ نبوی یا روحانی، «روزهای آخر» زمان آزمائشی را نمایندگی می کند؛ این، دورہ داوری نہایی را نمایندگی می کند۔

نبوتی کہ در دانیال مہر و موم شدہ بود، دو جنبہ داشت۔ یک نبوت مربوط بہ ایام آخر بود کہ میلری ہا آن را تشخیص دادند و آغاز داوری را اعلام می کرد۔ آن بخش از دانیال با رؤیای نہر اولای در باب ہای ہشت و نہ بہ تصویر کشیدہ شدہ است۔ نبوت دیگری کہ در دانیال مہر و موم شدہ بود، پایان داوری، و پایان ادونتیسیم، و پایان ایالات متحدہ، و پایان جہان را اعلام می کند۔ آن رؤیا با نہر حداقل represented?

«نوری کہ دانیال از خدا دریافت کرد، بہ ویژہ برای این ایام آخر عطا شدہ بود۔ رؤیایہی کہ او بر کنارہ های اولای و حداقل، آن نہرہای عظیم شنعار، دید، اکنون در حال تحقق یافتن اند، و ہمہ وقایعی کہ پیشگویی شدہ اند، بہ زودی بہ وقوع خواہند پیوست۔» Testimonies to Ministers, 112, 113

رؤیای اولای در سال ۱۷۹۸ گشودہ شد و بہ مقدس خدا و قوم او می پردازد۔ رؤیای حداقل در سال ۱۹۸۹ گشودہ شد، ہنگامی کہ، چنان کہ در دانیال باب یازدہ، آیہ چہل توصیف شدہ است، کشورہایی کہ نمایانگر اتحاد جماہیر شوروی سابق بودند بہ وسیلہ پاپیت و ایالات متحدہ درہم روبیدہ شدند؛ و این رؤیا بہ دشمنان قوم خدا می پردازد۔ این دو رؤیا همانگونہ عمل می کنند کہ ہفت کلیسا و ہفت مہر در کتاب مکاشفہ عمل می کنند۔ یکی تاریخ درونی کلیساست و دیگری تاریخ بیرونی کلیسا، و ہر دو سراسر این دوران را در بر می گیرند و «بہ ویژہ برای» «این ایام آخر» ہستند۔

لیکن اگرچہ ہمیں بتایا گیا ہے کہ مکاشفہ کی کتاب مہر بند کتاب نہیں ہے، ہمیں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ وہ مہر بند کتاب ہے۔

«مکاشفہ کتابی مہر شدہ است، اما ہمچنین کتابی گشودہ نیز ہست۔ این کتاب رویدادہای شگفت انگیزی را ثبت می کند کہ قرار است در آخرین روزہای تاریخ این زمین بہ وقوع پیوندند۔ تعالیم این کتاب معین و روشن اند، نہ رازآلود و نامفہوم۔ در آن، همان خط نبوتی دنیال می شود کہ در دانیال نیز آمدہ است۔ خدا برخی نبوت ہا را تکرار کردہ است، و بدین سان نشان دادہ است کہ باید بہ آنها اہمیت دادہ شود۔ خداوند اموری را کہ اہمیت چندانی ندارند تکرار نمی کند۔» Manuscript Releases، جلد 9، ص۔ 8

کتاب مکاشفہ اس لیے کھولا گیا ہے کہ دانی ایل کی نبوتیں کھول دی گئی ہیں، اور نبوت کی وہی سطور جو دانی ایل میں کھولی گئی ہیں، بعینہ وہی سطور ہیں جو مکاشفہ میں پائی جاتی ہیں۔ جو کچھ کتاب مکاشفہ میں مہر بند تھا، وہ مکاشفہ کا ایک حصہ تھا جو خاص طور پر ”آخری ایام“ میں خدا کے لوگوں سے متعلق ہے۔ جب سسٹر وائٹ نے یہ بیان لکھا، اُس وقت ”سات گرجیں“ مہر بند تھیں؛ اسی لیے اُس نے لکھا کہ ”یہ ایک مہر بند کتاب ہے۔“ اُس نے یہ بھی کہا کہ دانی ایل کی کتاب وہ ”کتاب تھی جو مہر بند تھی،“ یعنی صیغہ ماضی میں۔ اُس کے نزدیک یہ 1798ء میں کھول دی گئی تھی۔

اُنچہ در دوران زندگی او دربارہ ہفت رعد مہر شدہ بود، صرفاً رویدادہای آیندہ ای کہ بہ وسیلہ ہفت رعد نمایش دادہ می شوند نبود، بلکہ در درجہ نخست این بود کہ «ہفت رعد» دلالت بر این دارند کہ آغاز ادونتیسیم با پایان ادونتیسیم بہ موازات یکدیگر قرار دارد۔ «ہفت رعد» مہم ترین قاعدہ نبوی لازم برای فہم مکاشفہ عیسی مسیح را آشکار می سازد، و نیز در همان حال یکی از اوصاف ذات و سیرت خدا را مکشوف می کند، یعنی اینکہ او آغاز و انجام ہمہ چیز است۔ نبوت نشان می دہد کہ در حقایق مرتبط با ذات و سیرت خدا، تکاملی ہدفمند وجود دارد۔

عیسی، آنگاہ کہ بہ عنوان «شیرِ سبطِ یھودا» معرفی می‌شود، در حال نمادپردازی کاری است کہ انجام می‌دهد، زیرا حقیقت را در طول تاریخ بہ گونه‌ای تدریجی و نظام‌مند آشکار می‌سازد. او کلام نبوی را مہر می‌کند تا زمانی کہ ہنگام فہمیدہ شدن آن فرا رسد. او حقیقت را برای مقصودِ تعلیم مہر می‌کند و از مہر بیرون می‌آورد. بہ عنوان پالمونی، عیسی آن شمارندہٗ شگفت‌انگیز است، سرورِ زمان کہ تاریخ او را ادارہ می‌کند. بہ عنوان آلفا و اُمگا، او، در میان امور دیگر، سرورِ زبان است. و بہ عنوان شیرِ سبطِ یھودا، او همان کسی است کہ زمان آشکار شدن حقیقت برای انسان‌ها را تعیین می‌کند.

در بابِ اوّلِ مکاشفہ، پہلی تین آیات کے بعد، الوہیت کو تین جداگانہ ہستیوں کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

یوحنا، بہ ہفت کلیسائی کہ در آسیا ہستند: فیض و سلامتی بر شما باد،

از او کہ ہست، و بود، و می‌آید؛

و از آن ہفت روحی کہ پیشِ تخت او ہستند؛

و از عیسی مسیح، کہ شاہدِ امین، و نخست‌زادہ از مردگان، و رئیسِ پادشاہان زمین است. مکاشفہ ۱:۴، ۵.

تعارفِ کتابِ آخرِ بائبل واضح طور پر خدا کی کلیسیا کے نام ایک سلام بھیجتا ہے، جو باپ، روح اور بیٹے کی نشان دہی کرتا ہے۔ خدا کے کلام کا اختتام اُس کے آغاز کو دہرا رہا ہے، اور ایسا کرتے ہوئے وہ الوہیت کی درست فہم کی اہمیت پر زور دے رہا ہے۔ یہ اُن لوگوں کے لیے کیا جا رہا ہے جو فلاذلفیائی ہوں گے اور ایک لاکھ چوالیس ہزار پر مشتمل ہوں گے۔ وہ عہد کے آخری لوگ ہیں، جن کی تمثیل عہد کی تاریخ کی مسلسل خطوط میں ہوتی آئی ہے۔ یہ گواہ، دیگر حقائق کے ساتھ، اس بات کو قائم کرتے ہیں کہ خدا نبوتی تاریخ کے دوران تدریجی طور پر اپنی ذات اور اپنے کردار کے علم میں اضافہ کرانا چاہتا رہا ہے۔

بزرگ‌ترین نمادِ فقدانِ معرفتِ خدا در انسان در کتابِ مقدس، فرعون بود کہ مصر را نمایندگی می‌کرد؛ و مصر نمادِ تمامِ جہان و در نتیجہ ہمہ نوع بشر است. آن نشانہٗ راہ، این فراہند را در آغاز اسرائیل حقیقی شروع می‌کند، جایی کہ خدا در پی آن بود کہ نام خویش را معروف سازد. در پایان اسرائیل حقیقی، مناقشہ بر سرِ نامِ خدا تکرار شد. در پایان اسرائیل حقیقی، عیسی تعاملِ خود با یہودیّان را با مشخص ساختن تاریخ داوود و بہ کارگیری «قاعدہ نخستین ذکر» نشان‌گذاری کرد تا بیانگر آخرین اعلامِ دُربارہٗ کوری لائودیکیہ‌ای یہودیّان باشد. آنان نمی‌توانستند آنچہ را او می‌گفت درک کنند، زیرا نہ قاعدہ آلفا و اُمگا را می‌شناختند و نہ آلفا و اُمگایی را کہ در برابر ایشان ایستادہ بود.

در آغاز اسرائیل روحانی، همان مجادلہ‌ای کہ در تاریخ موسی بہ صورتِ نمونہ پیش‌نمودہ شدہ است، بہ گونه‌ای موازی تکرار می‌شود. همان‌گونہ کہ در مورد اسرائیل باستان چنین بود، با گذر ادونتیسیم از تاریخ «ایامِ آخر»، فرصت‌های بسیاری برای درکِ بیشترِ آلفا و اومگا عطا شدہ است. در پایان ادونتیسیم نیز نقطہ‌ای فرا خواهد رسید کہ دیگر هیچ پرسشی مطرح نخواہد شد، چنان کہ در ایامِ مسیح چنین بود.

مکاشفہ بابِ اوّل کے اس اقتباس کی طرف پھر رجوع کرتے ہوئے ہم دیکھتے ہیں کہ فضل اور سلامتی اُس کی طرف سے بھیجی جاتی ہیں جوے، اور جو تھا، اور جو آنے والا ہے، اور سات روحوں کی طرف سے بھی، اور یسوع کی طرف سے بھی۔ الوہیت کی نمائندگی یسوع، سات روحوں، اور اُس کے ذریعے کی گئی ہے جوے، اور جو تھا، اور جو آنے والا ہے؛ یوں ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ باپ ہی ہے جو اُن خصوصیات کا حامل ہے جنہیں اُس کے طور پر ظاہر کیا گیا ہے جوے، تھا، اور آنے والا ہے۔ یہ خصوصیات خدا کی ابدی فطرت کی نمائندگی کرتی ہیں۔ وہ ہمیشہ سے موجود ہے، اور آیت اُٹھ اور نو میں یہی صفت واضح طور پر یسوع کے لیے بھی منسوب کی گئی ہے۔

من الفا و اومگا هستم، ابتدا و انتها، خداوند می‌فرماید، آن که هست و آن که بود و آن که می‌آید، آن قادر مطلق. من، یوحنا، که برادر شما نیز هستم و شریک در مصیبت و در پادشاهی و صبر عیسی مسیح، در جزیره‌ای بودم که پطمس نام دارد، به سبب کلام خدا و به سبب شهادت عیسی مسیح. در روز خداوند در روح بودم، و از پشت سر خود آوازی عظیم، همچون آواز کرنا، شنیدم که می‌گفت: من الفا و اومگا هستم، اول و آخر؛ و آنچه می‌بینی، در کتابی بنویس و آن را به هفت کلیسایی که در آسیا هستند بفرست: به افسس، و به اسمیرنا، و به پرغامس، و به طیاتیرا، و به ساردس، و به فیلادلفیا، و به لائودیکه. مکاشفه ۱:۸-۱۱.

کسانی که کتاب مقدسی در اختیار دارند که سخنان عیسی را با رنگ قرمز می‌نویسد، می‌دانند که در آیات هشت و یازده این عیسی است که سخن می‌گوید. عیسی در آن آیات تصریح می‌کند که همان ذات ازلی پدر را داراست، آنگاه که خویشتن را «خداوند، آن که هست و بود و می‌آید» معرفی می‌کند، و عیسی همچنین می‌افزاید که او «قادر مطلق» است.

نخستین چیزی که عیسی در آغاز کتاب مکاشفه می‌گوید—کتابی که تصریح می‌کند این مکاشفه عیسی مسیح است—این است که او آلفا و امگا است؛ که او نیز، همان‌گونه که پدر ازلیت دارد، ازلی است و او نیز خدای قادر مطلق است. اوصاف ذات خدا نخستین کلماتی هستند که از جانب عیسی در کتاب مکاشفه آمده‌اند. این اوصاف، برای ادونتیست‌هایی که هنوز از موضع اولیه الوهیت دفاع می‌کنند، موانع لغزنده مستقیمی به‌شمار می‌آیند. آنان بر این باورند که زمانی بوده است که پدر، پسر خود را پدید آورد.

پایان کتاب مکاشفه با آغاز کتاب مکاشفه هماهنگ است.

ظهور ثانی کا ذکر الوہیت کے بیان کے بعد آتا ہے۔ بائیسویں باب میں ہم پاتے ہیں کہ کتاب کا اختتام، کتاب کے آغاز کے ساتھ موافقت رکھتا ہے، اور بارہویں آیت، پہلے باب کی ساتویں آیت کے ساتھ ظہور ثانی کے حوالہ سے متوازی ہے۔

اور دیکھو، میں جلد آتا ہوں، اور میرا اجر میرے ساتھ ہے، تاکہ ہر شخص کو اُس کے کام کے مطابق بدلہ دوں۔ میں الفا اور اومیگا ہوں، ابتدا اور انتها، اول اور آخر۔ مبارک ہیں وہ جو اُس کے احکام پر عمل کرتے ہیں، تاکہ انہیں زندگی کے درخت کا حق حاصل ہو، اور وہ پھانٹکوں سے ہو کر شہر میں داخل ہوں۔ کیونکہ باہر کتے ہیں، اور جادوگر، اور زناکار، اور خونی، اور بت پرست، اور ہر وہ شخص جو جھوٹ سے محبت رکھتا اور جھوٹ گھڑتا ہے۔ میں یسوع نے اپنے فرشتے کو بھیجا ہے تاکہ کلیسیاؤں میں تمہارے لیے ان باتوں کی گواہی دے۔ میں داؤد کی جڑ اور اُس کی نسل ہوں، اور روشن صبح کا ستارہ۔ اور روح اور دلہن کہتے ہیں، آ۔ اور جو سنتا ہے وہ کہے، آ۔ اور جو پیاسا ہو وہ آئے۔ اور جو کوئی چاہے، وہ زندگی کا پانی مفت لے۔ مکاشفہ ۱۲: ۱۷-۲۲۔

پس از اشاره به بازگشت دوم، عیسی، همان‌گونه که در باب نخست مکاشفه آمده است، خویشتن را «آلفا و اُمگا» معرفی می‌کند. سپس تمایزی میان آنان که آنچه روح به کلیساها می‌گوید خواهند شنید و آنان که نخواهند شنید، بیان می‌دارد. او به فرایند ابلاغی که در آیات یک تا سه باب نخست به تصویر کشیده شده اشاره می‌کند، بدین‌گونه که مشخص می‌سازد جبرئیل را با آن پیام نزد یوحنا فرستاده است.

سپس او به واپسین بیانی بازمی‌گردد که در پایان اسرائیل باستان به کاتبان و فریسیان فرمود. او هر دو پایان اسرائیل ظاهری و روحانی را به یکدیگر پیوند می‌دهد، بدین‌سان که در مکاشفه برای کسانی که در «ایام آخر» هستند، پاسخی بیان می‌کند به آنچه یهودیان در «ایام آخر» خود نتوانستند درک کنند. او می‌فرماید که ریشه (آغاز) و ذریت داوود (انتها) است. موضوع داوود و خداوند او آخرین بیانی بود که عیسی به یهودیان جدل‌گر فرمود، و این نمونه‌ای است از اعلام نهایی برای کسانی در ایام آخر که،

بنا بر پیام خطاب به کلیسای فیلادلفیا، مدّعی اند کہ یہودی ہستند، امّا نیستند۔

اینک، آنان را کہ از کنیسۂ شیطان اند، کہ می گویند یہودی ہستند و نیستند، بلکہ دروغ می گویند، خواہم ساخت کہ بیایند و پیش پای تو سجدہ کنند و بدانند کہ من تو را محبت کردہ ام۔ چون کلام صبر مرا نگاہ داشتہ ای، من نیز تو را از ساعت آزمایش نگاہ خواہم داشت، آن ساعت کہ بر تمامی جہان خواہد آمد تا ساکنان زمین را بیازماید۔ مکاشفہ 3:9، 10

کسانی کہ در پای قدیسان عبادت می کنند، ادونتیستہای لائودیکیہ ای ہستند کہ از دہان خداوند بیرون افکنده شدہ اند۔

«تو می پنداری کہ آنان کہ در برابر پایہای مقدسان سجدہ می کنند (مکاشفہ ۳:۹)، سرانجام نجات خواہند یافت۔ در این جا باید با تو اختلاف نظر داشتہ باشم؛ زیرا خداوند بہ من نشان داد کہ این گروہ، ادونتیستہای معترف بودند کہ سقوط کردہ بودند و «برای خود، پسر خدا را بار دیگر مصلوب ساختہ، او را در معرض رسوایی آشکار قرار دادہ اند۔» و در «ساعت تجربہ» کہ ہنوز در پیش است و خواہد آمد تا منش حقیقی ہر کس را آشکار سازد، خواہند دانست کہ تا ابد از دست رفتہ اند؛ و چون از اندوہ جان فرو خواہند ماند، در برابر پایہای مقدسان سر فرود خواہند آورد۔» کلمہ ای بہ گلہ کوچک، ۱۲۔

مطابق کتاب مقدس اور روح نبوت کے، وہ لوگ جو مقدسین کے قدموں پر سجدہ کرتے ہیں، شیطان کی عبادت گاہ کے رکن ہیں۔ وہ اپنے آپ کو یہودی کہتے ہیں، لیکن ہیں نہیں۔ کلیسیاے فلدلفیہ میں راستباز ایڈونٹسٹوں سے خطاب کیا جا رہا ہے۔ ایک لاکھ چوالیس ہزار فلدلفیائی ہیں، اور وہ یہودی جو کہتے ہیں کہ ہم ہیں، مگر ہیں نہیں—لائودیکیائی ہیں۔ ”آخری ایام“ میں وفادار لوگوں کے دو ہی طبقے ہیں: ایک لاکھ چوالیس ہزار، اور وہ جو شہید ہوتے ہیں۔ سات کلیسیاؤں میں سے صرف دو ایسی ہیں جن پر کوئی تنقید نہیں کی گئی۔ ایک فلدلفیہ ہے، جو اُن کی نمائندگی کرتی ہے جو کبھی نہیں مرتے، اور دوسری سمرنہ ہے، جو وفادار شہیدوں کی نمائندگی کرتی ہے۔ شہید، اور وہ جو نہیں مرتے—سمرنہ اور فلدلفیہ—ساتوں کلیسیاؤں میں صرف یہی دو کلیسیائیں ہیں جنہیں دیے گئے پیغام کے ساتھ کوئی ملامت وابستہ نہیں۔ تاہم، دونوں کلیسیاؤں کو اُن لوگوں سے سابقہ پڑا جو دعویٰ کرتے تھے کہ وہ یہودی ہیں، مگر تھے نہیں۔ ایسا اس لیے ہے کہ ”آخری ایام“ میں یہ سب ایک ہی کلیسیا کے رکن ہیں، ایک ہی حالات سے دوچار، ایک طبقہ اپنے خون کے ساتھ گواہی دینے کے لیے مقرر، جس کی نمائندگی کوہ تجلی پر موسیٰ کرتے ہیں، اور دوسرا طبقہ ایلیاہ کی نمائندگی میں، جو کبھی نہ مرا۔

اور کلیسیا کے فرشتہ کو جو سمرنہ میں ہے لکھ: یہ باتیں وہ فرماتے جو اوّل اور آخری، جو مُردہ تھا اور زندہ ہو گیا ہے۔ میں تیرے اعمال، اور مصیبت، اور تیری مفلسی کو جانتا ہوں، (لیکن تو دولت مند ہے) اور میں اُن کی کفرگوئی کو بھی جانتا ہوں جو اپنے آپ کو یہودی کہتے ہیں اور ہیں نہیں، بلکہ شیطان کی عبادت گاہ ہیں۔ اُن باتوں سے جو تو سہنے کوئے برگز نہ ڈر: دیکھ، ابلیس تم میں سے بعض کو قید میں ڈالنے والا ہے تاکہ تمہاری آزمائش ہو؛ اور تم دس دن تک مصیبت اٹھاؤ گے: موت تک وفادار رہ، اور میں تجھے زندگی کا تاج دوں گا۔ مکاشفہ 2:8-10۔

چنان کہ عیسیٰ اوضاع وخیم کلیسای اسمیرنا را توصیف می کند، تنہا یک اظہار مثبت می آورد، آن گاہ کہ می فرماید: «لیکن تو دولتمندی»، و بدین سان آنان را با اعضای کنیسۂ شیطان کہ دولتمند نیستند در تقابل قرار می دہد۔ آنان کہ در مکاشفہ، ادونتیستہ اند و می پندارند کہ دولتمندند، حال آن کہ نیستند، همان یہودیانی ہستند کہ می گویند یہودی اند، و نیستند—زیرا ایشان ادونتیستہای روز ہفتم لائودیکیہ ای ہستند۔

در آغاز مکاشفہ، الوہیت بہ صورت سہ شخص عرضہ شدہ است، و در پایان کتاب مکاشفہ عیسیٰ و روح بہ طور مستقیم ذکر می شوند، اما نہ پدر۔ با این حال، این امر اہمیتی ندارد، زیرا اصل «خط بر

خط» همراه با این قاعده که نخست واپسین را روشن می‌سازد، ایجاب می‌کند که پدر در آیات پایانی مکاشفه شناخته شود، زیرا او پیشاپیش در آیات نخستین به‌عنوان حاضر در آنجا معرفی شده است. این هیچ تفاوتی با انجیل یوحنا، فصل یک، ندارد؛ جایی که یوحنا روح را به‌طور مستقیم معرفی نمی‌کند، اما روح فهمیده می‌شود که در آنجا حاضر است، زیرا روح همان نخستین یار که عبارت «در ابتدا» نوشته شد، در آنجا بود. شهادت انجیل یوحنا در فصل یک با همان عبارت عیناً یکسان، یعنی «در ابتدا»، آغاز می‌شود.

[illegible]

او به من گفت: «آب‌هایی که دیدی، جایی که آن فاحشه بر آن نشسته است، قوم‌ها و جماعت‌ها و امت‌ها و زبان‌ها هستند.» مکاشفه ۱۷:۱۵

اور تخت سے بجلیاں، گرجیں اور آوازیں صادر ہوئیں؛ اور تخت کے سامنے آگ کے ساتھ چراغ جل رہے تھے، جو خدا کے ساتھ روح ہیں۔ مکاشفہ 4:5۔

راز آن هفت ستاره که در دست راست من دیدی، و آن هفت شمعدان زرین، این است: آن هفت ستاره، فرشتگان هفت کلیسا هستند؛ و آن هفت شمعدانی که دیدی، هفت کلیسا هستند.

مکاشفه ۱:۲۰

ہفت شمعدان ہم ہفت روح اند و ہم کلیسای خدا ہستند.

و نگرستم، و اینک در میان تخت و آن چہار موجود زندہ، و در میان مشایخ، برہای ایستادہ بود، گویی ذبح شدہ است، و دارای ہفت شاخ و ہفت چشم بود، کہ همان ہفت روح خدایند کہ بہ تمامی زمین فرستادہ شدہ اند. مکاشفہ ۵:۶

سات سینگہا و سات چشمان نیز روح القدس اند کہ بہ تمامی زمین فرستادہ می شود؛ و ہنگامی کہ مسیحی تعمید می یابد، او نیز بہ تمامی زمین فرستادہ می شود، زیرا بہ نام پدر و پسر و روح القدس تعمید یافتہ است. در برکتی کہ بر شہیدان بحرانِ قانون یکشنبہ، و نیز بر ہمہ کسانی کہ از سال 1844 بدین سو در ایمان، در اسرائیل روحانی جدید، در گذشتہ اند، اعلام می شود، این روح است کہ مرثیہ تدفین ایشان را بیان می دارد، آنگاہ کہ می فرماید: «آری»، «تا از مشقت ہای خود بیاسایند»، زیرا او در تمام مدت مشقت ہای ایشان حضور داشت، تا آنگاہ کہ جان خود را نہادند.

و آنگاہ صدایی از آسمان شنیدم کہ بہ من می گفت: بنویس، خوشا بہ حال مردگانی کہ از این پس در خداوند می میرند؛ آری، روح می گوید، تا از مشقت ہای خویش بیاسایند؛ و اعمالشان در پی ایشان می آید. مکاشفہ ۱۴:۱۳

با در نظر گرفتن پایان و آغاز کتاب مکاشفہ، آغاز کتاب مقدس، و آغاز انجیل یوحنا، درمی یابیم کہ ہر سہ شخص الوہیت حاضرند، ہرچند پدر نیز بر اساس بہ کارگیری اصل «فرمان بر فرمان» در آنجا حضور دارد. پسر نیز آنجاست و خویشتن را آلفا و امگا معرفی می کند.

اگر ہم یہ پہچان لیں کہ انسانیت کا الوہیت کے ساتھ امتزاج دراصل روح القدس اور نوع انسانی کا امتزاج ہے، تو پھر ہم سمجھ سکتے ہیں کہ روح القدس کی علامات نوع انسانی کی علامات کے ساتھ کیوں باہم مربوط ہیں۔ اس نقطہ نظر کو سامنے رکھتے ہوئے، ہم اُن دو "ابتداؤں میں" کی طرف واپس آتے ہیں جن پر ہم بارہا گفتگو کرتے رہے ہیں۔

در آغاز، خدا آسمان و زمین را آفرید. و زمین بی شکل و خالی بود، و تاریکی بر روی ژرفا بود. و روح خدا بر روی آب ہا در حرکت بود. و خدا گفت: «روشنایی بشود»؛ و روشنایی شد. و خدا روشنایی را دید کہ نیکوست؛ و خدا روشنایی را از تاریکی جدا ساخت. پیدایش ۱:۱-۴.

در ابتدا کلمہ بود، و کلمہ نزد خدا بود، و کلمہ خدا بود. او در ابتدا نزد خدا بود. ہمہ چیز بہ واسطہ او آفریدہ شد، و بہ غیر از او چیزی از موجودات وجود نیافت. در او حیات بود، و حیات نور انسان ہا بود. و نور در تاریکی می درخشد، و تاریکی آن را در نیافت. یوحنا ۱:۱-۵.

با بہ کارگیری این دو شاہد «در ابتدا»، خدا یعنی کلمہ، کہ ہمہ چیز را آفرید، حیات خود را نیز بخشید، زیرا «در او حیات بود»، و حیات او «نور» انسان ہا بود. «نور» انسان آفریدہ شدہ، عدالت خالق است. عدالت خالق، فتیلہ در شمع ہای قدس است.

و بہ او عطا شد کہ بہ کتان نازک، پاک و سفید، آراستہ شود؛ زیرا کتان نازک، عدالت مقدسان است. مکاشفہ 19:18.

روغنی کہ فتیلہ را تغذیہ می کند، نمایانگر فعالیت روح القدس در زندگی ایماندار است. در آغاز، زمین تاریک بود و ہیچ نوری وجود نہاشت. سپس عیسی حیات خود را، آن حیاتی را کہ در او بود، بخشید تا برای انسان ہا نور باشد.

اور زمین پر بسنے والے سب اُس کی پرستش کریں گے، جن کے نام اُس برہ کی کتاب حیات میں لکھے نہیں گئے جو بنای عالم سے ذبح کیا گیا ہے۔ مکاشفہ 13:8.

هنگامی که عیسی برگزید که برای نوع بشر قربانی شود، جان خود را داد تا آدمیان نور داشته باشند. همان گونه که در این دو بخش دیده می شود، هرگاه نور وارد می شود، آن نور دو گروه از پرستندگان را پدید می آورد که به وسیله نور و تاریکی، فرزندان روز یا فرزندان شب، نمایانده می شوند.

لیکن اے بهائیو، تم تاریکی میں نہیں ہو کہ وہ دن تم پر چور کی مانند آ پڑے۔ تم سب نور کے فرزند ہو اور دن کے فرزند ہو؛ ہم نہ رات کے ہیں اور نہ تاریکی کے۔ 1 تھسلنیکوں 5:4، 5.

Kaṇḍi je āme chinhibāku pāru je Pavitra Ātmāṅkara dibasara santānamānanka sahita kete nikata ebam ananta sambandha achhi, tebe āme bujhi pāru je Īśwaranka santānamānanka o Pavitra Ātmāṅkara pratikamānanka madhyare ete nikata sambandha kahinki achhi. Prakāśita Bākyara śeṣa aṁśare āme Jīśunku Alpha ebam Omega rūpare dekhū, rekā upare rekā prayogara madhyama re āme Pitāṅku dekhū, ebam Pavitra Ātmā nijara śeṣa pratikātmaka ātma-prakāśaṇa pradāna karuchhanti; kāraṇa prācīna kālara pavitra lokamāne Pavitra Ātmāṅka dvārā prerita ha'i kathā kahithile. Ādigrantha re nijara prathama ullekhere se nijaku jalopare gatiśīla rūpare cinhita karanti, arthāt mānaba-jātira upare gatiśīla, ebam nijara śeṣa ullekha ehipari achhi

و روح و عروس می گویند: «بیا.» و هر که می شنود، بگوید: «بیا.» و هر که تشنه است، بیاید. و هر که اراده کند، از آب حیات مفت بگیرد. مکاشفه ۲۲:۱۷.

از ابتدا تا انتها، روح القدس در پیوند با نوع بشر شناخته می شود، زیرا فرزندان روز نمایانگر ترکیبی از الوهیت و انسانیت اند. پولس، همان گونه که اشعیا نیز بیان می کند، مشخص می سازد که انسان ها ظروف اند، و چراغدان های قدس دارای ظرف هایی بودند که فتیله در آنها قرار داده می شد، و روغن به سوی آن ظروف فروود می آمد تا سوخت لازم را برای آشکار ساختن نوری که همان عدالت مسیح است فراهم آورد. ما ظروف روح القدس هستیم، یعنی شخص سوم الوهیت، آن گونه که از آغاز تا انجام کلام خدا شناسانده شده است، و نیز به صراحت در نوشته های روح نبوت معرفی گردیده است.

در پیام فرشته دوم که در آغاز آدونتیسیم و در پایان به انجام رسید، دو پیام متمایز وجود دارد: یکی برای کلیسا و دیگری برای جهان.